ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

امام بخاریؒ کا سد الذریعہ سے استدلال اور عصری قوانین پر اطلاق، مقاصد شریعہ کے تناظر میں

Imam Bukhari's reasoning from Sadd al-Zariyah and its application to contemporary laws, in the context of the objectives of Sharia

Dr. Abdul Ghaffar
HOD Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan
Dr. Tanveer Qasim
Dept. of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore, Pakistan

Abstract:

Imam Bukhari was an absolute mujtahid, the main purpose of his Ijtihad and reasoning's is the interpretation and interpretation of the Muqasid Shari'ah according to the new style, which is derived and used from the definite texts of the Qur'an and Sunnah and fulfills the contemporary requirements are opening and they are being justified through various tricks. Imam Bukhari has blocked all these sources through the compilation of Sahih Bukhari. The need is to get guidance on the means by which these evils can be prevented. On the basis of the research in this paper, it can be said that Imam Bukhari had the status of Jurisprudence and Ijtihad and respected the objectives of the Sharia, Imam Bukhari has relied on the Book and Sunnah in his ijtihad and objectives and other sources of Sharia are his It has been declared as subject, the مصالح give priority to the dominant and wealth without considering the Shariah, and in many issues, they consider it permissible as a means of the سد ذریعہ of the delegate and as a source of corruption (درمفسدہ) in some issues.

Keyword: Imam Bukhari; Sadd al-Zariyah; contemporary; laws; objectives of Sharia

امام بخاریؒ [1]فقاہت و اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے اور مقاصدشریعہ کی تفہیم وتدریس میں بلند مقام رکھتے تھے ، امام بخاریؒ نے اپنے اجتہادات و مقاصد میں کتاب و سنت پر غورو فکرکے ذریعے بنی نوع انسان کے لیے تعلیم وتحقیق کے نئے افق کھولے اوراس کےلیے جلیل القدر کتاب الجامع الصحیح مرتب کی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب انہوں نے نا صرف احادیث نبویہ کو مستند ذرائع سے جمع کیا بلکہ اس پر غور و فکر اور تدبرکے ذریعے نئے نئے اصول و قوانین بھی اخذکیے جو آج فقہ اسلامی کا اہم مصدر ہے ا ن میں سے ایک اہم مصدرسدذریعہ کا ہے جس پر آنے والی سطور میں تحقیقات بخاری کے تناظر میں نکات علمیہ پیش کیے جائیں گے۔

تحقیق کابنیادی سوال:

امام بخاریؒ چونکہ مجتہد مطلق تھے ان کے اجتہادات واستدلالات کا بنیادی مقصدمقاصد شریعت کے نئے اسلوب کے مطابق تعبیر و تشریح ہے جو قرآن و سنت کی نصوص قطعیہ سے ماخوذ و مستفاد ہو اورعصری تقاضوں کوپوراکرتی ہو دورجدید میں بہت سارے فتنوں کیو جہ سے برائیوں کےنئے دروازے کھل رہے ہیں اورمختلف حیلوں کے ذریعے انکو جواز بھی فراہم کیا جارہا ہے۔امام بخاریؒ نے تالیف صحیح بخاری کے ذریعے ان تمام ذرائع کومسدودکیا ہے۔ ضرورت یہ ہےکہ ان برائیوں کوکن ذرائع کےساتھ روکا جا سکتا ہےاس پر رہنمائی حاصل کی جائے۔

لغوی مفہوم

لغت میں ذریعہ کے معنی وسیلہ یاواسطہ کے ہیں، جس سے کسی چیز تک پہنچا جاسکے اور اس میں 'ال' عہد کا ہے یعنی یہاں وہ خاص ذرائع مراد ہیں جو مفاسد تک پہنچانے کا وسیلہ وواسطہ بنتے ہوں، چنانچہ جب یہ کہاجائے کہ فلاں چیز سد الذریعہ کے قبیل سے ہے تو اسکا مطلب یہ ہو گا کہ اس کا تعلق ان مخصوص وسائل واسباب کو روکنے کرنے سے ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہوں۔ [2]

---

[1] امام بخاری کا نام محمد، کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ والد اسماعیل بن ابراہیم بن ابراہیم بن مغیرہ ہیں۔ امام بخاری کے پر دادا مغیرہ حاکم بخارا امام جعفی کے ہاتھ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ امام بخاری کی ولادت جمعہ 13 شوال المکرم 194ھ بمطابق 19 جولائی 810ء کو بخارا شہر میں بعد از نمازِ جمعہ کو ہوئی۔ اور وفات یکم شوال 256ھ کو ہوئی۔

[2] وھبہ زحیلی، أصول الفقہ الإسلامي، مکتبہ نور، بیروت : 873/2

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

عربی میں لفظ 'سد' رکاوٹ اور بند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿قَالُواْ يَٰذَا ٱلۡقَرۡنَيۡنِ إِنَّ يَأۡجُوجَ وَمَأۡجُوجَ مُفۡسِدُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلَىٰٓ أَن تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدًّا﴾[1]

''ان لوگوں نےکہا کہ اے ذوالقرنین! یاجوج او رماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں۔ کیا ہم آپ کے لیے خرچ کا انتظام کردیں تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں؟''

اصطلاحی مفہوم

'سد ذرائع' سے مراد ہے ان تمام راستوں کا بند کرنا او ران راہوں کو مسدود کردینا ،جو احکام شریعت کے ترک کردینے یا ان میں حیلہ اختیار کرلینے کا سبب بنتے ہیں او ربالآخر شریعت کے ممنوعات کے ارتکاب کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں، اگرچہ کسی ممنوع امر کا ارتکاب بلا ارادہ ہی سرزد ہوا ہو۔[2]

جناب علی حسب اللہ نے 'سد ذرائع' کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

'' 'سد ذرائع' سے مقصود یہ ہے کہ جائز امور کو منع کرنا جبکہ وہ ناجائز کی طرف لے جانے والے ہوں۔'' [3]

'سد الذرائع ' کے بالمقابل اصولیوں نے 'فتح الذرائع' کی اصطلاح کو بھی استعمال کیا ہے اور ان دونوں کو مصلحت مرسلہ کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اس فصل ہم بالعموم 'سد الذرائع' ، جبکہ ذیلی طور 'فتح الذرائع' کی بعض صورتیں وامثلہ بھی پیش کریں گے۔

افعال کی اقسام

نتائج کے اعتبار سے وہ افعال جو 'سد الذرائع' میں شامل ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں:

1. حرام افعال

ایسے افعال جو اپنی ذات میں فاسد و حرام ہیں، ان افعال کی طبیعت و مزاج ہی ایسے ہیں کہ یہ شر، نقصان اور فساد کی طرف لے جاتے ہیں، مثلاً:

1. نشہ آور اشیاء کا استعمال جو انسان کے ہوش و حواس زائل کر دیتا ہے۔ حدیث پاک میں کسی نشہ آور چیز کی قلیل مقدار کا استعمال بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ε نے فرمایا:

«ما أسكر كثيره فقليله حرام» [4]

''جس کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

2. کسی شخص پر بدکاری کی تہمت لگانا جس سے اس کی عزت و ناموس مجروح ہوتی ہو۔

3. زنا کا ارتکاب جس سے نسب میں گڑبڑ اور اختلاط پیدا ہو جاتا ہے۔

ان افعال کے بارے میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ 'سد ذرائع' کے دائرہ میں داخل ہی نہیں ہیں۔[5]

2. مباح افعال

ایسے افعال جو اپنی ذات میں مباح اور جائز ہیں لیکن مفاسد کا ذریعہ، وسیلہ یا سبب بنتے ہیں، ان کی کئی اقسام ہیں:

1. ایسے فی نفسہ مباح و جائز افعال جو شاذ و نادر ہی فساد و خرابی کا سبب بنتے ہیں۔ ان افعال میں نفع یعنی مصلحت راجح ہوتی ہے اور خرابی و نقصان یعنی مفسدہ مرجوح ہوتا ہے، مثلاً اس عورت کو دیکھنا یا اس پر نگاہ ڈالنا جس کے ساتھ منگنی ہو چکی ہو یا ہونے والی ہو یا اس کے بارے میں گواہی دینا۔ ان افعال کو اس دلیل کی بنا پر ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا کہ مفاسد کا ذریعہ بن سکتے ہیں، کیونکہ ان سے پیدا ہونے والی خرابی ایک راجح مصلحت سے دبی ہوئی ہے۔

یہ اصول تشریع احکام کے بارے میں شریعت کے عمومی نقطہ نظر کے مطابق ہے اور علما کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، چنانچہ شریعت نے عدت کے ختم ہونے یا

---

1 الکہف 94:18

2 زرقا مصطفی أحمد (م 1357ھ)، الفقہ الإسلامي في ثوبہ الجدید: ص 27، دار الفکر، دمشق، 1968ء

3 علي حسب اللہ، أصول التشریع الإسلامي، ص 283، ادارۃ القرآن والعلوم الإسلامیۃ، کراچی، 1407ھ/1987ء

4 سنن النسائي: کتاب الأشربۃ، باب ماجاء ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، رقم الحدیث: 1865

5 أصول الفقہ الإسلامی: 2/884

نہ ہونے کے بارے میں عورت کا قول تسلیم کیا ہے، حالانکہ اس میں جھوٹ کا احتمال ہے۔ قاضی کو شہادت کی بناء پر فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حالانکہ اس میں گواہوں کے جھوٹ بولنے کا احتمال ہے۔ اکیلے دیانتدار شخص کی روایت کو قبول کیا جاتا ہے حالانکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اس کو صحیح بات یاد نہ رہی ہو۔ چونکہ یہ اندیشے اور احتمالات مرجوح ہیں اس لیے شارع نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور ان کو لائق اعتنا نہیں سمجھا۔

2. ایسے فی نفسہ مباح اور جائز افعال جو اکثر فساد و خرابی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ان افعال کا مفسدہ ان کی مصلحت سے زیادہ راجح ہوتا ہے، جیسے شورش و فتنہ کے زمانے میں ہتھیار فروخت کرنا اور زمین کو ایسے کاموں کے لیے کرائے پر دینا جو حرام ہوں، جیسے جوئے کا اڈہ بنانے کے لیے زمین دینا، مشرکین کے باطل معبودوں کو ان لوگوں کے سامنے گالی دینا۔ ایسے شخص کے ہاتھ انگور فروخت کرنا، جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ انگور کے رس سے شراب بناتا ہے اور یہ اس کا پیشہ ہے۔

3. ایسے ذرائع و وسائل جن کو مکلّف ان مقاصد کے خلاف استعمال کرے جن کے لیے انہیں بنایا گیا تھا، تو وہ خرابی کی طرف لے جائیں، جیسے کوئی شخص بیع کو 'ربا' (سُود) کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

دوسرے اور تیسرے قسم کے افعال کی ممانعت کے بارے میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں:

1۔ مالکی اور حنبلی فقہا کے نزدیک ایسے افعال ممنوع ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ 'سد الذرائع' اسلام کے اصول تشریع میں سے ایک اصول ہے، اس کی اپنی ذاتی حیثیت ہے او راس پر بہت سے احکام مبنی ہیں۔ کوئی فعل کسی خرابی و مفسدہ کی طرف لے جاتا ہے اور اس کا غالب گمان ہے تو اس فعل کی ممانعت ہونی چاہئے، کیونکہ شریعت مفاسد کو روکنے کے لیے اور خرابی کی طرف لے جانے والے وسائل، ذرائع اور ریاستوں کو بند کرنے کے لیے آئی ہے۔ فقہا کے اس گروہ کی نگاہ ان افعال کے مقاصد، غرض و غایت اور نتائج پر ہے اس لیے وہ ان کی ممانعت کے قائل ہیں۔ انہوں نے ان کے فی نفسہ مباح اور جائز ہونے کے پہلو کا اعتبار نہیں کیا۔

2۔ شافعیہ اور ظاہریہ کی راے میں ایسے افعال چونکہ فی نفسہ مباح ہیں، اس لیے انہیں ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ انہوں نے ان افعال کی اباحت کو مد نظر رکھا ہے اور ان کے نتائج کا اعتبار نہیں کیا۔ شریعت نے اس قسم کے افعال کی عام اجازت دی ہے جن میں ضرر کا محض احتمال ہو، ضرور یقینی نہ ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب تک ایک فعل مباح ہو اور اس کے کرنے کی اجازت ہو، تو محض اس اندیشہ و احتمال سے کہ وہ خرابی اور فساد کا باعث بن سکتا ہے، اس کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس قسم کے احتمالات کبھی وقوع پذیر ہوتے ہیں اور کبھی نہیں۔

سد الذریعہ کی حجیت کے دلائل

'سد الذرائع' یا 'فتح الذرائع' کو حجت ماننے والوں کے تفصیل دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

1. اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقُولُواْ رَٰعِنَا وَقُولُواْ ٱنظُرۡنَا وَٱسۡمَعُواْۗ﴾(1)

''اے ایمان والو! تم نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف مخاطب کرنےکی غرض سے 'راعنا' نہ کہا کرو بلکہ 'انظرنا'کہا کرو اور (آپε کی بات) پوری توجہ سے سنا کرو۔''

اللہ تعالیٰ نےمسلمانوں کو لفظ 'راعنا'کہنے سے منع کیا ہے حالانکہ ان کی نیت اچھی تھی۔ یہ ممانعت یہودیوں کے ساتھ مشابہت کی بناء پر کی گئی جن کامقصد اس لفظ سے نبی کریمε کی توہین کرنا تھا۔

2 صالحین کی قبروں پر مسجدیں بنانے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بت پرستی کا ذریعہ بنتی ہیں، حالانکہ مسجد بنانا اچھی بات ہے۔ نبی اکرمε نے سد ذریعہ کے طور پر فرمایا:

''اس قوم پر اللہ کا شدید غضب ہے جس نےاپنےنبیوں اور اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔''(2)

3. 'سد الذریعہ' کے طور پر متشابہات سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ»(3)

''حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان چند امو رایسے ہیں جن کی حیثیت متشابہات کی ہے، جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص متشابہات سے بچا اس نے اپنے دین اور آبرو کو بچالیا۔''

---

1 البقرۃ2:104

2 الجامع لأحکام القرآن:2/41

3 صحیح البخاري: کتاب الإیمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، رقم الحدیث:52

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

شراب کے ایک قطرہ کو بھی حرام کہا گیا ہے تاکہ یہ گھونٹ گھونٹ پینا اتنی مقدار میں شراب پینے کا ذریعہ نہ بن جائے، جو نشہ لاتی ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

«کلّ مسکر حرام و ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام»[1]

’’ہرنشہ آور چیز حرام ہے اور جس کی زیادہ مقدار نشہ دے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔‘‘

5. اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنا حرام ہے تاکہ خلوت میں یہ ملاقات کسی حرام فعل کے ارتکاب کا ذریعہ نہ بنے۔

6. نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیع و قرض کو اکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے تاکہ ان کا ملنا سود کا ذریعہ نہ بن جائے۔

7. شارع نے حاکم یا قاضی کو ایسے شخص کا ہدیہ قبول کرنے سے منع کیا ہے جو اسے عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے ہدیہ نہ دیتا ہو۔ اس کی علت یہ ہے کہ یہ ہدیہ ناجائز کاموں اور رشوت کا ذریعہ نہ بن جائے۔

8. جو شخص اپنی بیوی کو اپنی میراث سے محروم کرنے کے لیے طلاق دے اس کو میراث میں سے حصہ دیا جائے گا تاکہ یہ طلاق اس کی میراث سے محرومی کا ذریعہ نہ بنے، حالانکہ اصولاً طلاق کے بعد بیوی کو میراث میں سے حصہ نہیں ملنا چاہیے۔

9. شارع نے اس بات سے منع کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ منگنی کر رہا ہو تو دوسرا اس عورت کو شادی کا پیغام دے، یا اگر کوئی شخص ایک چیز خرید رہا ہو اور اس کا بھاؤ تاؤ کر رہا ہو تو دوسرا اس چیز کا بھاؤ تاؤ شروع کر دے۔ یہ سب احکام آپ ε نے اس لیے دیئے تھے کہ لوگوں کے مابین بغض پیدا نہ ہو اور اس طرح ایک دوسرے سے دور نہ ہو جائیں۔

10. اگر کوئی شخص مرض الموت میں کسی کے حق میں قرض کا اقرار کرے تو اس کا یہ اقرار تسلیم نہیں کیا جائے گا تاکہ ورثاء کی حق تلفی نہ ہو، لیکن اگر مرنے والا شخص اپنے زمانہ صحت میں اقرار کر چکا ہو اور اس قرض کے ثبوت کے لیے شہادتیں موجود ہوں تو مرض الموت میں قرض کا اقرار درست تسلیم کیا جائے گا۔[2]

11. پُر فتن دور میں ’سد الذرائع‘ کے طور پر اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی لگائی جاسکتی ہے۔ سماج دشمن افراد سے اسلحہ چھینا جاسکتا ہے۔ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فتنہ کے زمانہ میں اسلحہ کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔[3]

12. اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ε نے فرمایا:

«إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ»[4]

’’جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد یا بازار سے گزرے او راس کے پاس تیر ہو تو اس کا پیکان تھام لے یا کہا گیا اس کو اپنی مٹھی میں لے تاکہ کسی مسلمان کو خراش نہ آئے۔‘‘

اس حدیث کی رُو سے عام حالات میں اسلحہ کی نمائش پر ’سد الذریعہ‘ کے طور پر پابندی کا جواز ملتا ہے۔

13. جس شخص کے بارے میں یقین ہو کہ وہ انگور سے شراب بنائے گا، اس کے ہاتھ انگور فروخت کرنا بھی ناجائز ہے، کیونکہ یہ ارتکاب گناہ میں تعاون ہے، جو قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ناجائز ہے:

﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِۚ﴾[5]

’’نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔‘‘

---

1 سنن ابن ماجہ: کتاب الأشربۃ، باب ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، رقم الحدیث: 3392

2 علم اصول فقہ، ایک تعارف: 2/560، 561

3 هيثمي، علي بن أبي أكبر (م 708ھ)، مجمع الزاوائد ومنبع الفوائد: كتاب البيوع، باب النهى عن بيع السلاح في الفتنة: 4/87، مؤسسة المعارف، الرياض، 1415ھ/1993ء

4 صحیح البخاري: کتاب الفتن، باب قول النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم من حمل علینا السلاح فلیس منا، رقم الحدیث: 1251

5 المائدۃ 5:2

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

'سد الذرائع' کی حجیت میں اختلاف اور راجح رائے

مالکیہ اور حنابلہ 'سد الذرائع' کو کلی طور پر حجت تسلیم کرتے ہیں، جبکہ شوافع اور احناف اس کو بعض حالات میں حجت تسلیم کرتے ہیں۔ حافظ ابن حزمؒ 'سد الذرائع' کو سرے سے حجت تسلیم نہیں کرتے۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ زیادتی اور گناہ پر تعاون جائز نہیں ہے، مثلاً مسلمانوں کے راستوں میں کنویں یا گڑھے کھودنا اور ان کے کھانے کی چیزوں میں زہر ملانا۔ اسی طرح اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جو چیز خیر و شر دونوں چیزوں کا ذریعہ بن سکے مگر اس کے فعل میں لوگوں کے لیے منفعت ہو تو وہ جائز ہے۔[1] ان دو صورتوں کے علاوہ دیگر صورتیں محل اختلاف ہیں[2] اور موضع اختلاف وہ وسائل ہیں جو بظاہر مباح ہیں، مگر وہ ممنوع و حرام امور کی طرف لے جانے کا ذریعہ بن رہے ہوں۔ اسی طرح ایک اختلافی نکتہ یہ بھی ہے کہ جس چیز میں ممنوع کی طرف لے جانے کا قصد ظاہر نہ ہو، آیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟[3]

'سد الذریعہ' کے سلسلے میں فریق اوّل کی رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ وسائل اپنے مقاصد کے ساتھ معتبر ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں حافظ ابن قیم (م751ھ) لکھتے ہیں:

''اگر مقاصد ایسے ہوں جن تک صرف اسباب و ذرائع سے رسائی ہوتی ہو اور وہ ان مقاصد تک پہنچاتے ہوں تو ان مقاصد تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ان کے تابع ہوں گے اور وہ انہیں کے سبب سے معتبر ہوں گے۔ حرام چیزوں اور معاصی تک پہنچانے والے وسائل مکروہ یا ممنوع ہوں گے کیونکہ وہ اس حرام مقصد تک لے جاتے ہیں او راس مقصد کےساتھ مربوط ہیں۔ ایسے وسائل جو اللہ تعالی کی اطاعت او راس کے قرب تک پہنچاتے ہیں اپنے اس مقصد تک لے جانے کے سبب پسندیدہ ہیں او ران کی اجازت ہےکسی مقصد کا ذریعہ اس مقصد کے تابع ہوتا ہے اور وہ دونوں مطلوب ہوتے ہیں لیکن ان میں سے ایک مقصد کی حیثیت سے مطلوب ہوتا ہے اور دوسرا وسیلے کے طور پر۔'' [4]

معلوم ہوا کہ 'سد الذرائع' یا 'فتح الذرائع' کو حجت شرعی کی حیثیت حاصل ہے، البتہ ان کے درجات کا تعین مقاصد کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ شریعت کے مقاصد تو مخصوص ہیں او رہر قسم کے تغیر وتبدل سے پاک ہیں، لیکن ان مقاصد کے حصول میں استعمال ہونے والے ذرائع محدود ومتعین نہیں ہیں ،بلکہ ان میں وسعت پائی جاتی ہےمقاصد شریعت کی تکمیل کیلئے حالات و ظروف کے تحت ذرائع کو اختیار کیا جائے گا۔ حالات کے تحت ذرائع کا لحاظ رکھنا شریعت کی ابدیت اور سرمدیت کی دلیل ہے۔

مثال کے طور پر امر بالمعروف و نهي عن المنكر مقاصد شریعت میں اہم مقاصد ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا جب لوگ دس بیس آدمیوں کے درمیان خطبہ دیتے اور امر بالمعروف و نهي عن المنكر کرتے تھے۔ اس وقت لاؤڈ سپیکر، ریڈیو ، ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد نہیں تھے۔ اب شریعت یہ کہتی ہے کہ امر بالمعروف و نهي عن المنكر کے لیے مذکورہ بالا ذرائع کا اختیار کرنا نہ صرف مباح ہے بلکہ بعض حالات میں مندوب اور بعض حالات میں واجب ہے۔

دشمنان اسلام کے شر کو دفع کرنے کے لیے جہاد فرض ہے۔ ایک زمانے میں تیر کمان اور تلوار سے جہاد کیاجاتا تھا، آج کل خود کار ہتھیار، ایٹم بم او رہائیڈروجن بم استعمال ہوتے ہیں۔ کوئی شخص یہ کہے کہ چاہے کچھ بھی ہو ہم تو تیر کمان ہی سے جہاد کریں گے، جدید ہتھیار استعمال نہیں کریں گے تو وہ قرآن مجید کے احکام کی خلاف ورزی کرنیوالا قرار پائے گا۔ قرآن میں ہے:

﴿وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن قُوَّةٖ وَمِن رِّبَاطِ ٱلۡخَيۡلِ تُرۡهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمۡ﴾[5]

''اور ان سے مقابلہ کےلیے جس قدر بھی تم سے ہوسکے سامان درست رکھو، قوت سے او رپلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے ذریعے تم اپنا رعب رکھتے ہو اللہ کے دشمنون اور اپنے دشمن پر۔''

اس آیت کریمہ میں ﴿تُرۡهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمۡ﴾ کی حیثیت مقصد کی ہے اور ﴿ وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن قُوَّةٖ وَمِن رِّبَاطِ ٱلۡخَيۡلِ ﴾ کی حیثیت ذریعہ کی ہے۔

مقصد میں تبدیلی قیامت تک نہیں آسکتی، لیکن جس دور میں جن جن ذرائع سے عدو اللہ اور عدو المسلمین کو مرعوب کیا جاسکتا ہے انہیں استعمال کرنا واجب ہے اور وہ دور از کار قدیم ذرائع جو اب اللہ کے دشمنوں اور مسلمانوں کے دشمنوں پررعب رکھنے کے کام نہیں آسکتے، انہیں ترک کرنا ہوگا۔

---

1 أصول الفقہ الإسلامي:792/2
2 الموافقات:304/3
3 أصول الفقہ الإسلامي:793/2
4 إعلام الموقعين:120/3
5 الأنفال8:60

اگرچہ ہم 'مصالح مرسلہ' کی طرح 'سد الذرائع' پر بھی عمل کرنے میں افراط و تفریط کے رویوں کے قائل نہیں اور جن تفصیلات و شرائط کو مصالح مرسلہ کی بحث میں ہم پیش کر چکے ہیں، 'سد الذرائع' میں بھی ان کے لحاظ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

'سد الذرائع' اور 'مصالح مرسلہ' میں تعلق

'سد الذرائع' کا اصول 'مصالح مرسلہ' کے اصول کی توثیق کرتا ہے او راس کو تقویت پہنچاتا ہے کیونکہ ایسے اسباب اور وسائل کو اختیار کرنے کو یہ منع کرتا ہے جو خرابیوں کی طرف لے جانے والے ہیں۔ مصلحتوں کی بعض صورتوں میں ایک بھی ایک اہم صورت ہے ، اس لحاظ سے یہ اصول مصلحت کا تتمہ اور تکملہ ہے۔ 'سد الذرائع' کی بعض صورتیں 'مصلحت مرسلہ' کی بعض صورتوں میں معتبر ہیں۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اصول مصلحت پر عمل پیرا ہیں اور اس کے علمبردار ہیں یعنی مالکیہ اور ان کے متبعین تو وہ سد الذرائع پر بھی عمل کرتے ہیں۔ اگر کوئی ذریعہ خرابی کی طرف لے جاتا ہے تو اس کو بند کرتے ہیں اور روکتے ہیں اور اگر وہ کسی فائدہ کی طرف لے جاتا ہے، چاہے وہ وسیلہ فی نفسہ حرام ہو وہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔[1]

'سد الذریعہ' کے بارے میں امام بخاری کا موقف

'سد الذرائع' یا 'فتح الذرائع' کے اصول چونکہ 'مصلحت مرسلہ' کا تتمہ اور تکملہ ہیں، اس لیے جو موقف امام بخاری نے اصول مصلحت کے حوالے سے پیش نظر رکھا ہے وہی 'ذرائع' میں بھی رکھا، یعنی ان کی جامع صحیح میں بغیر نام لیے ان اصولوں کا وسیع استعمال موجود ہے۔ البتہ وہ 'ذرائع 'کے نام پر شرعی نصوص کی تنسیخ یا تعطیل کی اجازت نہیں دیتے اور اسی طرح 'ذرائع' کے مفرطانہ استعمال کے بھی حامی نہیں ہیں ۔اس تمہید ی گفتگو کے بعد اب ہم ذیل میں امام بخاری کے 'اصولِ ذرائع 'سے متعلق چندامثلہ اور نظریات کی نشاندہی کرتے ہیں:

1. فعل حرام سے بچنے کے لیے مشتبہات سے بچنا لازمی ہے

"كتاب البيوع، باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات"

امام بخاریؒ اس باب کے تحت ایک حدیث لائے ہیں، جس کی انھوں نے چار سندیں بیان کی ہیں۔ یہاں پر امام صاحب نے واضح طور پر اشارہ کیا ہے کہ 'سد الذرائع' ایک حقیقت ہے۔ ان کا استدلال "و بينهما أمور مشتبهات" سے ہے۔ امام صاحب اس سے اگلے باب میں تین احادیث لائے ہیں، جن میں تین مشتبہ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مشتبہ چیزوں سے بچنا اصل میں سد الذرائع ہی کا اعتبار کرنا ہے اور شریعت اس کا اعتبار کر رہی ہے، چاہے وہ کسی بھی نام یا اسلوب سے ہو۔[2]

2. محض وسوسے اور خیالات کی بنا پر کسی چیز کو مشتبہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

3. مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز کو اختیار کرنا چاہیے۔

"كتاب البيوع، باب ما يتنزه من الشبهات ، باب من لم ير الوساوس و نحوها من الشبهات"

امام بخاری نے ان دونوں اصولوں کو ثابت کرنے کے لیے تین حدیثوں سے استدلال فرمایا ہے۔ پہلی حدیث میں نبی کریم ﷺ کی احتیاط کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کھجور کو محض اس لیے کھانا پسند نہیں فرمایا کہ اس میں صدقے کا احتمال تھا۔ اس کا تعلق مذکورہ بالا دوسرے قانون سے ہے۔

پہلے اصول کے لیے امام بخاری دو احادیث لائے ہیں۔ پہلی حدیث میں ذکر کردہ آپ ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وضو ٹوٹ چکا ہے، اس وقت تک وہم یا شک کی بنا پر وضو کرنا ضروری نہیں ہے، جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت بھیج دیتے ہیں، لیکن پتہ نہیں ہوتا کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کا نام لے اور کھا۔[3]

4. ایسا فعل جو حرام کی طرف لے جانے والا ہے، اگرچہ حرام کا قصد نہ بھی کیا جائے، وہ پھر بھی حرام ہے

"كتاب الأدب، باب لا يسب الرجل والديه"

امام صاحب یہاں فرمانا چاہتے ہیں کہ بعض اوقات انسان کا ارادہ کسی حرام فعل کا نہیں ہوتا، لیکن وہ حرام کی طرف لے جانے والا ہوتا ہے، تو خرابی سے بچنے کے لیے اس کو اس فعل سے بھی منع کر دیا جائے گا۔ اصول فقہ میں اس تصور کو 'سد الذرائع 'کا نام دیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ بندہ اپنے والدین کو

---

1 القرافي، أبي العباس أحمد بن أدريس (م684ھ)، الفروق أو أنوار البروق في أنواء الفروق للقرافي، 2/ 32، 33، دار الكتب العلميه، بيروت، الطبعةالأولى، 1418ھ/1998ء

2 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات، رقم الحديث: 2051

3 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب ما يتنزه من الشبهات، رقم الحديث: 2055، 5657

لعن طعن کرے۔ جب ایک آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا، اگر وہ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کی ماں کو دے گا۔ نبی ﷺ کا یہ قول 'سد الذرائع' کی حجیت کی طرف ایک واضح اشارہ ہے۔[1]

1. لین دین کے معاملات میں عیوب کا ظاہر کرنا لازم ہے، تاکہ بعد ازاں جھگڑے کی نوبت سے بچا جا سکے

"كتاب البيوع، باب شراء الإبل الهيم، أو الأجرب الهائم: المخالف للقصد في كل شيء"

امام بخاری اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بیمار اونٹ خرید لیا۔ اصل میں مسئلہ یہ تھا کہ نعاس نامی ایک شخص تھا، جس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر گئے اور اس کے شریک سے وہی اونٹ خرید لائے۔ وہ شخص آیا تو اس کے ساتھی نے کہا کہ ہم نے تو وہ اونٹ بیچ دیا۔ اس نے پوچھا کسے بیچا؟ ساتھی نے کہا کہ ایک سخی کے ہاتھوں بیچ دیا، جو اس طرح کے تھے۔ اس نے کہا افسوس! وہ تو عبد اللہ بن عمر تھے، چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ساتھی نے آپ کو مریض اونٹ بیچ دیا ہے اور آپ کے سامنے اس نے اس کے مرض کی وضاحت بھی نہیں کی۔ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ پھر اسے واپس لے جاؤ۔ جب وہ اس کو لے جانے لگا تو عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ اچھا رہنے دو، ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: لا عدویٰ یعنی امراض چھوت والے نہیں ہوتے۔[2]

6. فتنہ اور خانہ جنگی کے دوران ہتھیاروں کی خرید و فروخت منع ہے، جبکہ اسلام کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو

"كتاب البيوع، بيع السلاح في الفتنة و غيرها"

امام بخاری اس باب کے تحت جو حدیث لائے ہیں اس میں ہے کہ ابو قتادۃ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ حنین کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک زرہ بخش دی اور میں نے اسے بیچ دیا۔ پھر میں نے اس کی قیمت سے قبیلہ بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔

بادی النظر میں اس حدیث کی دلالت باب کے دوسرے حصے پر نہیں بلکہ پہلے حصے پر ہے، لیکن جب اس دور کے حالات اور اس صحابی کے حالات کو دیکھا جائے کہ جس نے آپ ﷺ کے دور میں زرہ بیچ کر باغ خریدا تھا وہ غیر فتنہ کا زمانہ تھا۔ اس سے ایک اور مسئلہ بھی نکل سکتا ہے کہ دوران فتنہ اگر ہتھیاروں کی خرید و فروخت اس نہج پر ہو کہ اس سے نقصان کا خطرہ نہ ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ لیکن ابو قتادۃ نے وہ زرہ اس وقت فروخت کی جب کہ مسلمانوں اور مشرکوں میں قتال جاری تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور احتمال یہی ہے کہ یہ زرہ اس کو فروخت نہیں کی گئی، جو مسلمانوں کے خلاف قتل پر تعاون کر رہا تھا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری کے باب کے پہلے حصے کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ فتنہ اور قتال کے زمانے میں وہ خرید و فروخت منع ہے، جس سے اہل اسلام کو خطرہ ہو لیکن وہ خرید و فروخت جس سے اہل اسلام کو فائدہ ہو اسے تو واجب قرار دیا جائے گا۔[3]

7. سد ذرائع سے اصل مقصود نیت اور دل کی پاکیزگی ہے

"كتاب الأدب، باب فضل من استبرأ لدينه"

اس باب کے تحت حدیث میں مشتبہ معاملات کے بعد جسم کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ امام بخاری باب کے انعقاد سے اسی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہوتا ہے، جس کی درستی پر سارے جسم کی درستی کا انحصار ہے۔ یہاں پر جسمانی تندرستی مراد نہیں بلکہ قلبی تندرستی یعنی روحانیت مراد ہے۔ اس لیے کہ جب روحانیت پر شیطانیت غالب آ جاتی ہے ،تو روح شیطانیت کے تابع ہو جاتی ہے اور جب تک دل درست ہوتا ہے یعنی روح پاکیزہ ہوتی ہے، اس وقت تک انسان کے تمام تر معاملات ذات مقدس کی اطاعت میں ہوتے ہیں۔ امام صاحب فرمانا چاہتے ہیں کہ دل ہر وقت پاکیزہ ہو یعنی اس پر بہیمیت کا غلبہ نہ ہو ۔ یہ حدیث بطور خاص ان الفاظ کے ساتھ دل کے افعال کے لیے بطور 'سد الذرائع' ارشاد فرمائی گئی ہے،کیونکہ تمام تر معاملات کا انحصار دل پر ہی ہے۔[4]

خلاصہ بحث و نتائج:

مقالہ ہذا میں تحقیق کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ امام بخاریؒ فقاہت و اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے اور مقاصد شریعہ کی رعایت رکھتے تھے، امام بخاریؒ نے اپنے اجتہادات و مقاصد میں کتاب و سنت پر اعتماد کیا ہے اور دیگر مصادر

---

1 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب لا يسب الرجل والديه، رقم الحديث:5973

2 صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب شراء الإبل الهيم أو الأجرب الهائم: .، رقم الحديث:2099

3 صحيح البخاري: كتاب البيوع، .بيع السلاح في الفتنة وغيرها، رقم الحديث:2100

4 صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم الحديث:52

شرعیہ کو اسکے تابع قرار دیا ہے،مصالح شرعیہ کالحاظ کرتے ہوئے غالب اور مال کی رعایت کومقدم کرتے ہیں اور کئی مسائل میں بعض مباح، مندوب کے ترک کوسد ذریعہ اور در مفسدہ کے طور پر جائز سمجھتے ہیں۔

سفارشات:

1. مقاصد شرعیہ کے تناظر میں اجتہادات امام بخاری کو نئے اسلوب و آہنگ سے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔
2. صحیح بخاری چونکہ درسیات میں تمام مسالک کے ہاں پڑھائی جاتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ جن مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کتاب کی گئی ہے ان مقاصد جلیلہ کو مد نظر رکھا جائے گا تو اتحادِ امت پیدا ہو گی۔
3. استنباطی منہج تحقیق کو مد نظر رکھتے ہوئے دیگر اصول فقہ کے مباحث پر بھی الجامع الصحیح کا تتبع و استقراء کیا جائے۔